

شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب

دہشت گردی کے اصل محرکات، اسباب اور علاج

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد میں مولانا سمیع الحق کا خطاب

پچھلے دنوں رابطہ عالم اسلامی کے جلیل القدر عالم و فاضل سیکرٹری جنرل علامہ ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالحسن الترکی اسلام آباد کے دورے پر آئے ہفتہ بھر ان کے اعزاز میں مختلف تقریبات کے انعقاد کا اہتمام کیا گیا اس سلسلہ میں سب سے اہم تقریب بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کے زیر اہتمام ایوان اقبال اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد میں ”دہشت گردی، فرقہ واریت کے خاتمے میں علماء کا کردار“ کے موضوع پر منعقد ہوئی جس کے مہمان خصوصی ڈاکٹر عبداللہ الترکی حفظہ اللہ تھے اور عالم اسلام کے کئی چیدہ چیدہ علماء سکالرز اور اہم مذہبی و سیاسی رہنماؤں نے بھی خطاب کیا دارالعلوم حقانیہ کے چائسلر اور جمعیت علمائے اسلام کے سربراہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے بھی اس موضوع پر مختصراً اپنے خیالات کا اظہار کیا جسے ٹیپ ریکارڈ سے صاحبزادہ اسامہ سمیع نے منظر پر پیش کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

الحمد لله وكفى والصلاة والسلام على عباده الذين اصطفى اما بعد:

حضرات گرامی! مہمان گرامی ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالحسن الترکی علماء و دانشوران اسلامی ممالک وزیر مذہبی امور جمہوریہ ترکی و علمائے اسلام یونیورسٹی خصوصاً مولانا ڈاکٹر یوسف احمد الدریوش، پروفیسر ڈاکٹر یاسین معصوم زئی صاحب!

اس تقریب کے ایجنڈے میں دو باتیں شامل ہیں ایک فرقہ واریت اور دوسری چیز ”ارہابیت کے بارے میں علماء کا کردار“ ان اہم موضوعات پر اسلامی یونیورسٹی کا اس تقریب کے انعقاد پر شکریہ ادا کرتا ہوں بالخصوص رابطہ عالم کے اسلامی جلیل القدر عظیم المرتبت سیکرٹری جنرل ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالحسن الترکی حفظہ اللہ کی اسلام آباد آمد پر صمیم قلب سے خوش آمدید کہتا ہوں۔

حضرات گرامی! فرقہ واریت مسلمانوں اور عالم اسلام کے لئے بہت مہلک ہے، ۱۹۹۵ء میں ملی یکجہتی کونسل کے قیام میں خود داعی تھا اور تمام مکاتب فکر اسمیں جمع ہو گئے اور بہت کوششیں کیں۔ کئی سال قبل یہ فرقہ واریت بالکل ختم ہو گئی اور الحمد للہ ان کوششوں سے بڑا فرق پڑا اور ہم ایک جامع اور اہم ضابطہ اخلاق

پر متفق ہو گئے جو تاریخ میں پہلی مثال ہے ہمیں ان دونوں چیزوں کی بنیادوں پر سوچنا ہے کہ یہ دونوں چیزیں کیوں اور کہاں سے آرہی ہیں تو الحمد للہ فرقہ واریت کے خلاف ہم ہمیشہ کوشش کر رہے ہیں ہمارے مدارس میں بھی فرقہ واریت کی تعلیم کہیں نہیں دی جاتی، بڑی وسعت قلبی سے پڑھاتے ہیں، اور وسعت قلبی سے نصاب بنایا گیا ہے، نصاب میں شیعہ علماء کی کتابیں بھی ہیں جو ہم پڑھاتے ہیں مثلاً شرح تہذیب ایک ایرانی شیعہ کی تالیف ہے اور کئی چیزیں ہیں ہم معتزلہ کی کتابیں بھی پڑھاتے ہیں تفسیر کشاف پڑھاتے ہیں اور ہم اسے ایک اہم اور ضروری تفسیر سمجھتے ہیں علامہ زمخشری جو مشہور معتزلی ہیں مگر یہ تعصب آڑے نہیں آیا بلکہ میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ ایک مہنتی کذاب تھا اسکا دیوان ہے ”دیوان مہنتی“ وہ بھی ہم پڑھاتے ہیں اور ہمارے ہاں نصاب میں حنفیت اور غیر حنفیت کا بھی لحاظ نہیں ہوتا صحاح ستہ دورہ حدیث کی چھ اہم کتابیں ہیں وہ سب غیر حنفی علماء کی ہیں امام بخاریؒ ہوں، امام ترمذیؒ ہوں، امام ابو داؤدؒ ہوں، امام نسائیؒ ہوں، ان میں کوئی بھی حنفی نہیں ہے یہ وسعت صدر ہے یہاں ہم انگریز کی کتابیں بھی پڑھتے پڑھاتے ہیں اور اس سے استفادہ کرتے ہیں اور اہم سمجھتے ہیں المنجد جسکا مصنف ایک انگریز لوٹیس معلوف ہے جو عیسائی ہے تو اس لحاظ سے الحمد للہ فرقہ واریت تو مدارس سے نہیں پھیل رہی ہے۔ اسکے پیچھے کچھ عواقب ہیں کچھ سیاسی عزائم ہیں وہ ہمیں لڑاتے ہیں۔

باقی رہی بات اربابیت کی میں تو اس اصطلاح کا ہی خلاف ہوں پتہ نہیں ہمارے عرب بھائی کہاں سے اس اصطلاح کو لے آئے کوئی اور لفظ میرا رازم کے لئے رکھنا چاہئے تھا اربابیت کا تو قرآن میں حکم ہے اور فریضہ منصوصہ ہے:

وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْغَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ
وَالْآخَرِينَ مِنْ دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ ۚ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفَّ
إِلَيْكُمْ ۖ وَأَنْتُمْ لَا تَظْلُمُونَ (الانفال: ۶۰)

”اور تیار کرو ان کی لڑائی کے واسطے جو کچھ جمع کر سکو قوت سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے کہ اس سے دھاک پڑے اللہ کے دشمنوں پر اور تمہارے دشمنوں پر اور دوسروں پر ان کے سوا جن کو تم نہیں جانتے اللہ ان کو جانتا ہے اور جو کچھ تم خرچ کرو گے اللہ کی راہ میں وہ پورا ملے گا تم کو تمہارا حق نہ رہ جائیگا“ دشمن ہمارے ارباب کو ختم کرنا چاہتا ہے کہ ان میں ارباب کی صلاحیت نہ رہے، میں سینٹ میں سالہا سال ہی رہا جو بھی غیر ملکی آتے تھے اور ان سے ہماری میٹنگ ہوتی تھی امریکہ اور برطانیہ اور جرمنی اور باہر یورپ ممالک کے دورے پر بھی ہماری کمیشنیں گئیں، میں ساتھ ہوتا تھا ہر جگہ یہی بحث دہشت گردی کی شروع

ہو جاتی ٹیر ازم، ٹیر ازم، ٹیر ازم تو میں ان سے کہتا کہ ٹیر ازم کی تعریف کیا ہے میں مطالبہ کرتا کہ اقوام متحدہ کے ذریعہ یا کسی اور ادارے کے ذریعے اس کے حدود متعین کر دیں کہ ٹیر ازم کی تعریف کیا ہے اور اسکے حدود کیا ہیں آپ کن مقاصد کے لئے ارہابیت کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں تو بہر حال اس کی طرف کوئی نہیں آتا کہ ارہابیت میں اور جہاد میں فرق کیا ہے، معاملہ غلط ملط ہو گیا ہے بلکہ کر دیا گیا ہے، ایک شخص سڑک کے کنارے تاک لگا کے بیٹھا ہوا ہے اور بس کو روکتا ہے اور اسکو لوٹتا ہے اور لوگوں کو قتل کرتا ہے یہ شخص یقیناً دہشت گرد ہے اور اس کا عمل ارہابیت ہے، مگر دوسری طرف ایک دوسرا ظالم آتا ہے وہ ہمارے ہاں کسی کے گھر پر قبضہ کرتا ہے اور اس کی بیوی بچوں کو قتل کرتا ہے اس کے املاک اور اعراض، عزت و آبرو کو لوٹتا ہے، تو وہ شخص اٹھتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ اپنا گھر چھڑالے اس کو تو ارہابیت ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ تو اپنا فرض ادا کرتا ہے، لیکن یہاں کسی گھر پر قبضہ کرنے کے بعد جو جدوجہد کرتا ہے آواز اٹھاتا ہے دشمن اسکو ارہابیت کہتا ہے اس سڑک والے ارہابیت سے وہ پریشان نہیں ہے مگر وہ اس مظلوم سے کہتا ہے کہ اپنا قبضہ کیوں چھڑاتے ہو؟ مجھے جو چاہوں کرنے دو، ورنہ تو دہشت گرد کہلائے گا۔

تو ہمیں اصل محرکات کو دیکھنا ہوگا، یہ دہشت گردی، ارہابیت جو چل رہی ہے یہ تقریروں وغیرہ سے، ہمارے سیناروں سے ہمارے فتوؤں سے ختم نہیں ہوگی کیوں کہ یہ پیدا اس سے نہیں ہوئی کوئی مدرسہ ارہابیت میں شریک نہیں ہے اور نہ ہی کوئی عالم ارہابیت سکھاتا ہے بلکہ اس کے پس پشت جو مقاصد ہیں مغربی طاقتوں کے وہی اسے پیدا کرتے ہیں، یہی جہاد جاری تھا روس کے خلاف پورا عالم اسلام اس کے پشت پر تھا، عالم عرب بھی اس کے پشت پر تھا اور پاکستان بھی ان کے ساتھ تھا اور یہی ملک کو چھڑانے والی بات تھی جو مغرب کو بھی اچھی لگ رہی تھی، روس کے قبضے کے بعد کسی نے ارہابیت کا نام سنا ہی نہیں تھا اور جب روس چلا گیا اور امریکہ آگیا تو پھر ہر چیز ارہابی ہو گئی، انگریز نے بھی ڈیڑھ سو سال عہد اقتدار میں کسی بھی مدرسہ پر ارہابیت کا دھبہ نہیں لگایا تھا ان کے گورنر اور انکے بڑے بڑے نمائندے دارالعلوم دیوبند آتے تھے اور سہارنپور اور دہلی اور لکھنؤ کے بڑے بڑے مدارس انکو خوش آمدید کہتے تھے اور وہ اپنی آراء و نظریات اور کتابوں میں لکھتے تھے، کہ یہ لوگ انسانیت کی عظیم خدمت کر رہے ہیں لیکن یکا یک جب روس ٹوٹ گیا اور امریکہ نے یہاں قبضہ جما دیا پھر عراق پر جو کچھ ہوا، لیبیا کو جس طرح لڑایا گیا، متباہ و برباد کیا گیا اب شام میں جو سب کچھ کر رہا ہے تو وہ خود ارہابیوں کو پیدا کرتا ہے اور پھر اسکے خلاف شور مچاتا ہے ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے پر امن گھروں پر ڈرون حملے ہو جاتے ہیں شادی کی ایک بڑی تقریب پر بمباری ہو رہی ہے جنازے میں لوگ کھڑے ہیں اس پر اوپر سے بمباری ہو رہی ہے تو وہ بچے جو اپنے ماں باپ کے چیتھڑے فضاؤں اور

ہواؤں میں اڑتے ہوئے دیکھتے ہیں تو وہ کسی مولوی سے نہیں پوچھیں گے کہ میں کیا کروں بلکہ وہ خود ارہابی بن جاتا ہے، اسلئے کہ اس کے ساتھ ارہابیت کی گئی، ارہابیت، ارہابیت ہی کی پیداوار ہے جو مغربی دنیا نے عالم اسلام پر مسلط کی ہے اب اس بچے کو ہم ہزار بار سمجھائیں کہ ایسا مت کرو بے گناہ ماردے جاؤ گے، مسجد میں بازار میں دھماکہ نہ کرو بے گناہ مارے جائیں گے اور یہ جائز نہیں تو وہ مجھے بھی فوراً دھماکے کا نشانہ بناتا ہے کہ تم کون ہوتے ہو، وہ کہتا ہے کہ یہ ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے، تم اسے نہیں دیکھ رہے تو یہ آگ نہیں بجھے گی عالم اسلام میں پھیلتی جائے گی۔

جب تک مغرب اپنی پالیسی پر نظر ثانی نہیں کرے گا تو اصل میں اس نقطہ پر ہمیں اکٹھا ہونا ہے کہ ایک تو ارہابی، ڈاکو فساد ہے اور قطاع الطریق ہیں اور ایک ہے جو اسکو جہاد سمجھتے ہیں ہم نے کہا کہ کیوں ایسا کر رہے ہو.....؟ تو وہ کہتے ہیں کہ تم کیوں کافروں کے ساتھ کھڑے ہو، اور قرآن کہتا ہے کہ:

وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَاِنَّهُ مِنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ (المائدہ: ۵۱)

وہ کہتا ہے کہ تم اپنی فوج اور وسائل اپنا پٹرول اپنی افرادی قوت سب دشمن کے لئے استعمال کرتے ہو تو تم بھی ہمارے نزدیک واجب القتل ہو، اسکا عقیدہ راسخ ہو گیا ہے کہ کافر کے ساتھ نہیں کھڑا ہونا ہے ان کا کوئی یہ مطالبہ نہیں کہ ہم جبری اسلام نافذ کریں اور جبری لوگوں کو مسلمان بنائیں وہ ایک ہی بات کرتے ہیں جو مجھے معلوم ہے کہ تم کافروں کی مدد سے دستبردار ہو جاؤ، لیکن عالم اسلام سارا اس طرف دیکھتا ہی نہیں توجہ ہی نہیں کرتا تو بنیادی بات تو یہی ہے کہ ہم سب ملکر ان پالیسیوں کو بدلنے پر سب حکمرانوں کو مجبور کر دیں، ہم سب مل کر اپنی آزاد پالیسیاں بنائیں۔

اب افغانستان کے طالبان کہتے ہیں کہ ہم جب روس کے خلاف لڑ رہے تھے تو بہت بڑے عظیم مجاہد تھے اور جب امریکہ کے خلاف لڑ رہے ہیں تو اب ہم دہشت گرد بنائے جا رہے ہیں وہ فرق مانگتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ آزادی کی جنگ میں اور غیروں سے ملک چھڑانے (آزاد کرانے) کی جدوجہد میں اور ڈاکو زنی میں کیا فرق ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں پوری طاقت کے ساتھ اپیل کرنی چاہئے محبتوں کے ساتھ اپنے حکمرانوں سے جذبہ خیر خواہی کے ساتھ الدین النصیحہ للہ ولرسلہ وللمومنین بدقسمتی سے ہمارے حکمران اس پر چلنے میں بے بس ہیں اور اس ہمیں مل کر بے بسی سے انہیں نکالنا ہوگا میں طویل عرصہ سے پارلیمنٹ کا ممبر رہا ہوں اور پورے پارلیمنٹ نے چھ مہینے غور و فکر کیا، ایک کمیٹی بنائی ”قومی سلامتی کمیٹی“ اور ہم نے سفارشات مرتب کیں اور سارا پارلیمنٹ اس ایک نتیجہ پر پہنچا کہ غیروں کی پالیسی پر چلنے کا یہی نتیجہ ہے، اور غیروں کی پالیسی سے ہمیں نکلتا چاہئے۔

مجھے خود حکومت نے مجبور کیا طالبان کے نام سے یہاں پاکستان میں ایک طاقت تھی کہ ان سے بات کرو تو میں نے سر ہٹیلی میں رکھ کر جا کر ان سے کہا کہ تم کیا چاہتے ہو.....؟ یہ تو شور مچا رہے ہیں کہ وہ ڈھنڈے اور بندوق کے زور سے اسلام نافذ کرنا چاہتے ہیں وہ جمہوریت نہیں مانتے وہ پارلیمنٹ نہیں مانتے میں نے ان سے کہا کہ تم کھل کر بات کرو وزیراعظم کی ساری ٹیم بھی میرے ساتھ تھی، انہوں نے کہا ہم ایسا کچھ نہیں مانگتے ہم جمہوریت کے خلاف نہیں، ہم نے ڈھنڈے اور بندوق کے زور سے اسلام لانے کی بات نہیں کی، انہوں نے ایک بات کی: کہ ان ظالموں کی مدد سے ہٹ جاؤ کافروں کے ساتھ تم کھڑے ہو تم نے ہماری تیس سالہ جدوجہد آزادی پر پانی پھیر دیا، جس میں تیس لاکھ افراد کی قربانیاں ہیں، تم نے ایک یوٹرن لیکر سارا نقشہ بدل دیا۔

تو ایک مطالبہ رابطہ عالم اسلامی اور ہمیں کرنا چاہئے کہ پوری ملت اسلامیہ مل کر خدا را! اپنے پاؤں پر ہم خود کھڑے ہو جائیں اور غیروں کی پالیسی اور مرضی پر چلنا چھوڑ دیں، باقی اسلام تو ہے ہی سلامتی کا دین اسکا نام ہی اللہ تعالیٰ نے اسلام رکھا ہے یہ سلم سے ہے اسلم تسلیم۔ ہو سماعم المسلمین ہم جب ملتے ہیں تو کہتے ہیں اسلام علیکم، اٹھتے ہیں تو کہتے ہیں السلام علیکم! نماز سے سلام پھیرتے ہیں تو کہتے ہیں: اللہم انت السلام ومنک السلام والیک یرجع السلام حینا ربنا بالسلام وادخلنا دارک دار السلام تبارکت ربنا وتعالیت یا ذالجلال والاکرام، اور ایسا اہتمام کسی مذہب میں نہیں ہے پانچ دفعہ دن میں یہ دہراتے ہیں حکم ہے کہ جہاں جاؤ تو افسوا السلام علی من عرفت وعلی من لم تعرف مسلم ہو یا غیر مسلم سب پر سلامتی کا پیغام ہے، علی من عرفت ومن لم تعرف ہمیں تو پتہ نہیں کہ ہم سلام کس پر ڈال رہے ہیں مسلم ہے، عیسائی ہے، ہندو ہے، جنت میں بھی ہمارا سارا محور جو ہوگا مشاغل کا وہ سلامتی ہوگا، سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبِّ رَحِيمٍ (یسین: ۵۸) تَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ (یونس: ۱۰) تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلَامٌ (الاحزاب: ۴۰) اور جنت میں بھی جو بات چیت ہوگی: لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا تَأْثِيمًا ۝ إِلَّا قِيلًا سَلَامًا سَلَامًا (الواقعة: ۲۵-۲۶) مومن ایمان سے ہے کہ: المومن من امنه الناس علی دعاتهم واموالهم ”مومن وہ ہے جس سے لوگ اپنی جان و مال کو محفوظ سمجھیں“

تو گزارش میری یہی ہے کہ ہم سب دہشت گردی کے خلاف ہیں اس آڑ میں کہیں کچھ غلط لوگ بھی اس میں شامل ہو گئے ہیں، جتنے ڈاکو ہیں جتنے بھتہ خور ہیں اور اغواء کرنے والے لوگ ہیں جو بد معاش تھے وہ سب اسی نقاب کے نیچے آ گئے ہیں لیکن اسکا علاج یہ ہے کہ اگر ہم آزادی کی حفاظت کریں اور غیروں کی غلامی سے ہم نکلیں تو میں سمجھتا ہوں پھر ان شاء اللہ کوئی بھی دہشت گردی نہیں رہے گی، اور امن وامان کا دور دورہ ہوگا اور بدکار لوگوں کو دہشت گردی کی جرأت نہ ہوگی۔ و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین